بسلسلہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی

حضرت اُمِّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا

لجنہ اماء اللہ

حضرت اُمِّ سلمٰی رضی اللہ عنہا

بنتِ معین

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خداتعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماءاللہ کوصدسالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تا کہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔

خداتعالیٰ قبول فرمائے۔آمین

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا

پیارے بچو!

آج ہم آپ کو عرب کی سرزمین میں لئے چلتے ہیں جہاں ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بابرکت قدم پڑے۔ ان قدموں نے ریگستان کو باغ بنا دیا۔ ایسا باغ جس کا ایک ایک پھول ہمیں آج بھی معطر کرتا ہے۔ باغِ محمد ﷺ میں صرف مردوں کا حصّہ ہی نہ تھا بلکہ عورتیں بھی پیش پیش تھیں۔ آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہّرات بھی انہی مبارک وجودوں میں سے تھیں۔

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا ایک حسین وجمیل اور باوقار خاتون تھیں۔ آپؓ کا اصل نام ہند تھا اور یہ قریش کے ایک معزز گھرانے 'مخزوم' سے تھیں۔ آپؓ کے والد کا نام ابی اُمیّہ بن سہیل تھا اور آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا۔ ان کا تعلق 'بنوفراس' سے تھا۔ (1)

آپؓ کے والد مکہّ کے دولتمند اور سخی شخص تھے۔ جو اپنی سخاوت کی وجہ سے 'زادالرّاکب' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ جب بھی کسی سفر میں جاتے تو سارے قافلے کا خرچ خود ہی اٹھاتے۔ حضرت اُمّ سلمیٰؓ نے اپنے والدین کے گھر بہت پیار و محبت میں پرورش پائی۔

آپؓ کا پہلا نکاح مشہور صحابی اور اپنے چچازاد عبداللہ بن عبدالاسد سے

ہوا۔لیکن وہ بھی اپنے نام سے زیادہ اپنی کنیت ابو سلمیٰ سے ہی مشہور ہوئے۔ ابو سلمیٰؓ کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل تھی کہ آپ نہ صرف آنحضورﷺ کے رضاعی بھائی تھے بلکہ برّہ بنت عبد المطّلب کے بیٹے ہونے کی وجہ سے آپﷺ کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے۔(2)

جب رسول کریمﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔مکہّ شرک و بت پرستی کا گہوارہ تھا۔شراب عام تھی اور کوئی بڑی سے بڑی بُرائی بھی بُرائی نہیں بلکہ فخر سمجھی جاتی تھی۔ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے ان دونوں میاں بیوی کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔گویا یہ دونوں پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے۔یعنی آپ دونوں اُس وقت ایمان لائے جب باقی لوگ اسلام کے متعلق شک میں پڑے ہوئے تھے۔یہی وجہ تھی کہ ان کے قبیلے والے ان کے دشمن ہو گئے۔جب آنحضرتﷺ نے کفار مکہّ کے مظالم دیکھے تو آپﷺ نے اپنے صحابہ کو اجازت دی کہ جو شخص اپنے دین اور جان کو بچانے کے لئے ہجرت کرنا چاہے وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر لے۔چنانچہ ان دونوں میاں بیوی نے 5 نبوی کو سب سے پہلے حبشہ ہجرت کی۔

حبشہ کا بادشاہ ایک نیک فطرت انسان تھا۔اس نے مکہ کے ستائے ہوئے مسلمانوں کو پناہ دی،لیکن اپنے ملک سے دور اور سب سے بڑھ کر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰﷺ سے دوری صحابہ کو ہرگز منظور نہ تھی۔جونہی

انہوں نے سُنا کہ اَب مکہّ میں حالات بہتر ہو گئے ہیں تو واپس مکہّ کی طرف چل پڑے۔ یہاں پہنچ کر علم ہوا کہ خبر تو غلط تھی اور حالات اور بھی خراب ہو چکے ہیں۔اسی لئے اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا اور ابو سلمیٰ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف دوبارہ ہجرت کی۔(5 نبوی اور 6 نبوی میں)۔(3)

عرب میں یہ رواج تھا کہ شہر کے معزز سمجھے جانے والے لوگ اگر کسی کو اپنی پناہ میں لے لیتے تو پھر کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی اُس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو دونوں کے قبیلے آپس میں با قاعدہ جنگ شروع کر دیتے۔پہلی دفعہ جب یہ دونوں میاں بیوی مکہّ واپس آئے تو مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ جاری تھا۔اُس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب نے اِن دونوں میاں بیوی کو پناہ دی۔(4)

مکہّ میں جب کفّار کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کر جانے کی اجازت دی۔اس زمانہ میں ہجرت کرنا بھی انتہائی مشکل اور تکلیف دہ تھا۔ پھر بھی ہجرتِ مدینہ کا حکم سُن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے دونوں میاں بیوی اپنے ننھے بیٹے سلمیٰ کو جو خدا نے انہیں ہجرتِ حبشہ کے دوران دیا تھا، ساتھ لے کر مدینہ کے لئے روانہ ہونے لگے۔ایک ہی اونٹ تھا جس پر ابو سلمیٰؓ نے دونوں کو سوار کیا اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلنے لگے۔ جونہی یہ خبر اُمّ سلمیٰؓ کے قبیلے والوں کو پہنچی تو

ان کی کافرانہ حس نے انہیں شرارت پر آمادہ کر دیا اور انہوں نے ابو سلمیٰؓ سے کہا کہ تم اکیلے مدینہ جا سکتے ہو لیکن ہم اپنی بیٹی اُمّ سلمیٰؓ کو ہرگز نہ جانے دیں گے۔ چنانچہ ابو سلمیٰؓ اکیلے ہی مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ابو سلمیٰؓ کے قبیلہ بنوالاسد کو بھی جوش آ گیا اور وہ بھی مقابل پر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر تم اِس سے اس کی بیوی کو جُدا کر رہے ہو تو یہ بچہ بھی اُمّ سلمیٰؓ کے پاس نہ رہنے دیں گے۔ ان خدا کے بندوں پر یہ انتہائی آزمائش آئی کہ میاں بیوی اور بچہ تینوں جُدا ہو گئے۔ (5)

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا دل اپنے بچے اور خاوند سے جُدا ہو کر انتہائی غمگین تھا۔ اُن کا یہ طریق بن گیا کہ روزانہ اُس جگہ پر جہاں سے اُنہیں اُن کے عزیز خاوند اور پیارے بیٹے سے جُدا کیا گیا وہاں شام تک بیٹھ کر روتی رہتیں۔ اس جگہ کا نام ’ابطح‘ تھا۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر کس طرح مہربان ہوتا ہے اس کا اندازہ انسان لگا ہی نہیں سکتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت اُمّ سلمیٰؓ ٹیلے پر اُداس بیٹھی رو رہی تھیں کہ اُن کے قبیلہ کا ایک شخص وہاں سے گزرا۔ آپؓ کی یہ حالت دیکھی تو اُسے بہت ترس آیا۔ واپس جا کر وہ اپنے قبیلے والوں سے کہنے لگا کہ اس غریب پر کیوں ظلم کرتے ہو، اس کو جانے دو اور اس کا بچہ بھی اس کے حوالے کر دو۔ قبیلہ والوں نے اُس کی یہ بات مان لی اور اُمّ سلمیٰؓ کو اس کا بچہ دے کر مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آپؓ بچہ

لے کر مدینہ کی طرف اکیلے ہی روانہ ہوگئیں۔ جب حضرت اُمّ سلمیٰؓ 'تنعیم' کے مقام پر پہنچیں تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوئی۔ اُن کے اُمّ سلمیٰؓ اور اِن کے خاوند سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ اُس نے آپؓ سے پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا مدینے کا۔ پوچھا کوئی تمہارے ساتھ ہے۔ جواب میں بولیں '' خدا تعالیٰ اور یہ بچہ'' عثمان بن طلحہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے نے کہا '' تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں۔'' یہ کہہ کر اونٹ کی مہار (رسی) پکڑ لی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

آپ رضی اللہ عنہا اس سفر کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ میں نے ایسا شریف انسان کبھی نہیں دیکھا۔ راستے میں جب کہیں ٹھہرنا ہوتا تو اونٹ کو بٹھا کر خود عثمان کہیں دور درخت کے نیچے چلا جاتا اور روانگی کا وقت آتا تو کجاوہ اونٹ پر رکھ کر دور ہٹ جاتا اور کہتا کہ اب سوار ہو جاؤ۔ غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتے ہوئے جب یہ لوگ قبا کے مقام پر پہنچے تو عثمان نے حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لو اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں۔ اور عثمان نے واپس مکہّ کا راستہ لیا۔

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا جب مدینہ پہنچیں اور لوگوں کے پوچھنے پر اپنے باپ کا نام بتاتیں تو لوگ یقین ہی نہ کرتے کیونکہ انہیں یقین نہ آتا کہ اتنے معزّز گھرانے کی بیٹی اکیلا سفر کرسکتی ہے۔ اس زمانے میں عورت کے تنہا

سفر کا تصوّر رہی نہیں تھا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے تو حکمِ رسول ﷺ کے تحت ہجرت مدینہ کی ۔آپؓ لوگوں کی حیرت پر خاموش ہو جاتیں۔ جب حج کا زمانہ آیا اور اُمّ سلمیٰؓ نے اپنے گھر والوں کو خط بھیجا تب لوگوں کو یقین آیا کہ یہ اَبی اُمیّہ کی بیٹی ہیں۔ چونکہ اَبی امیّہ مکہّ کے معزّز شخص تھے چنانچہ اُمّ سلمیٰؓ کی عزت مدینے والوں کی نظروں میں اور بھی بڑھ گئی۔(6)

اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے کچھ عرصہ خاوند کے ساتھ مدینہ میں گزارا۔ یہاں خداتعالیٰ نے آپؓ کو ایک اور بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا۔

حضرت ابوسلمیٰؓ ایک جانباز، بہادر سپاہی اور شہ سوار تھے۔آپؓ رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ احد میں آپؓ کا بازو ایک زہریلے تیر سے شدید زخمی ہو گیا۔علاج معالجے سے وقتی طور پر زخم کچھ ٹھیک ہو گیا۔آپؓ کو حضور ﷺ نے ایک دستے کا امیر بنا کر بھیجا۔ واپس آئے مگر وہ زخم دوبارہ بگڑ گیا اور اُسی کے اثر سے 4 ہجری میں آپؓ نے وفات پائی۔(7)

نزّع کے وقت جب آنحضور ﷺ ابوسلمیٰؓ کے گھر پہنچے تو اپنے محبوب پر نظر پڑتے ہی روح پرواز کر گئی ۔آنحضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے آپؓ کی آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کے لئے دُعا کی ۔ حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ ’’ہائے غربت میں

کیسی موت آئی'' آپ ﷺ نے فرمایا۔صبر کرو اور اُن کی مغفرت کی دُعا مانگو اور یہ کہو کہ خدایا! اِن سے بہتر ان کا جانشین عطا کر۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ابو سلمیٰؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ ﷺ نے اس میں 9 تکبیریں کہیں۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے سہواً 9 تکبیریں کہیں ہیں۔آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں بلکہ ابو سلمیٰؓ تو ہزار تکبیرات کے مستحق تھے۔(8)

حضرت ابو سلمیٰؓ کی زندگی کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے میاں سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور اُس کی وفات کے بعد عورت دوسرا نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ جنت میں ان دونوں کو اکٹھا کر دے گا۔اِسی طرح اگر عورت کے فوت ہونے پر مرد دوسرا نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اُسے اس بیوی کا ساتھ عطا فرمائے گا۔کیوں نہ ہم یہ عہد کریں کہ نہ آپ میرے بعد شادی کریں نہ میں آپ کی وفات کے بعد شادی کروں گی۔

یہ سن کر ابو سلمیٰؓ نے جواب دیا کہ کیا تم میری بات مانو گی۔اُمّ سلمیٰؓ نے کہا کہ ہاں! تو حضرت ابو سلمیٰؓ نے کہا کہ اگر میں پہلے مر جاؤں تو تم ضرور نکاح کر لینا ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے دُعا کی کہ ''اے اللہ میرے بعد اُمّ سلمیٰؓ کو مجھ سے بہتر خاوند عطا فرما جو نہ اسے رنج پہنچائے، نہ تکلیف دے۔''

(وفات کے وقت آنحضرت ﷺ نے بھی آپ رضی اللہ عنہا کو یہی دُعا سکھلائی) اس دُعا کا بہترین ثمرہ حضرت اُمِّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زوجیت کی شکل میں ملِا۔ حضرت اُمّ سلمیٰؓ کہتی ہیں۔ میں آنحضرت ﷺ کے کہنے پر دُعا تو مانگتی تھی مگر سوچتی تھی کہ ابو سلمیٰؓ سے بہتر کون ہوگا۔ جب حرم نبوی میں آنے کی سعادت ملی تب مجھے اس دُعا کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔(10)

ابو سلمیٰؓ کی وفات کے کچھ عرصہ کے بعد خدا نے آپؓ کو ایک بیٹی سے نوازا جس کا نام زینب رکھا گیا۔ عدت گزارنے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اُمّ سلمیٰؓ کو حضور ﷺ کی طرف سے شادی کا پیغام بھجوایا مگر آپؓ نے انکار کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کا پیغام لے کر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس سے زیادہ میری خوش قسمتی کیا ہوسکتی ہے لیکن مجھے چند عذر ہیں۔ (11) آپؓ نے کہا کہ میں سخت غیرت مند ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ ﷺ کے مزاج کے خلاف کوئی بات مجھ سے نہ ہو جائے جو آپ ﷺ کو ناگوار ہو تو اس وجہ سے مجھ پر اللہ کا عتاب نہ آجائے اور میں بہت عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اور میرے بچے بھی ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:۔ جہاں تک تیری نازک مزاجی کا تعلق ہے سو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا۔ رہا معاملہ عمر کا تو میں تجھ سے زیادہ عمر رسیدہ ہوں۔ اور تیرا بچوں کے لئے فکر مند ہونا، تو وہ

اب تیرے بچے نہیں بلکہ میرے بچے ہیں ۔(12) حضرت اُمّ سلمیٰؓ کو اب کیا عذر ہو سکتا تھا۔ اپنے لڑکے (جن کا نام عمر تھا) سے کہا کہ اٹھو اور میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرو۔ اس طرح شوال 4 ہجری کی آخری تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی۔ (13) حضرت اُمّ سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ میں کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں مجھے نعم البدل عطا فرمایا ہے وہ ابو سلمیٰؓ سے ہر لحاظ سے افضل اور بہتر ہیں ۔(14)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو شادی پر ایک چکی، گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی ملا۔ یہی سامان تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج کو بھی مِلا تھا۔ (15)

اُمّ سلمیٰؓ اُمّ المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ جن کا انتقال ہو چکا تھا کے حجرہ میں بیاہ کر آئیں ۔آپؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ نے پہلے ہی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کیا۔ آپؓ نے جَو پیسے، مالیدہ بنایا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا۔(16)

آپ رضی اللہ عنہا بہت حیادار تھیں ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؓ سے بے حد محبت تھی ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد ازواجِ مطہّرات کے گھروں میں تشریف لے جاتے ۔اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت اُمّ سلمیٰؓ کے گھر تشریف لے

جاتے کیونکہ وہ ہم میں سب سے بڑی تھیں اور اختتام حضرت عائشہؓ کے حجرے پر کرتے ۔ایک مرتبہ حضرت اُمّ سلمیٰؓ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور ﷺ سے باتیں کرتے رہے ۔اِن کے جانے کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا اِن کو جانتی ہو؟ عرض کیا آپ ﷺ کے جانثار صحابی وحیہ کلبی تھے ۔آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو وحیہ کلبی کے روپ میں تشریف لائے ۔(17) اس طرح اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی بھی جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی ۔

آنحضرت ﷺ کی آخری بیماری کے دنوں کی بات ہے ۔ایک دفعہ حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا اور اُمّ حبیبہؓ نے جو حبشہ سے ہوآئی تھیں وہاں کے عیسائی معبودوں یعنی گرجہ گھروں کا اور ان کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کے مقبرے کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں۔اور اس کا بُت بنا کر اس میں کھڑا کر دیتے ہیں ۔قیامت کے روز خدائے عزّ جل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے ۔(18)

آپؓ کو غزوۂ مریسیع ،غزوۂ خیبر، فتح مکہّ ،صلح حدیبیہ، معرکۂ طائف اور غزوۂ حنین میں رسول کریم ﷺ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا ۔(19) غزوۂ خندق میں اگرچہ آپؓ شریک نہ تھیں ،تاہم اس قدر قریب تھیں کہ

آنحضرت ﷺ کی گفتگو اچھی طرح سُنتی تھیں ۔فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب سینۂ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ ﷺ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً عمار بن یاسر پر نظر پڑی فرمایا: ''(افسوس) ابنِ سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔''(20)

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔آپ بہت سخی اور فیاض تھیں ۔ضرورت مندوں ،مسکینوں اور سائلوں کی حاجت پوری کرتی تھیں ۔حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے عہدِ حکومت میں دوسری امہات المومنین کی طرح حضرت اُمّ سلمیٰؓ کا بھی بارہ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔آپ اس رقم کا بیشتر حصّہ خدا کی راہ میں خدا کے بندوں میں تقسیم کر دیتی تھیں ۔(21)

ازواجِ مطہّرات سے پیار کا سلوک رکھتیں ۔ ہمیشہ ثواب کی متلاشی رہتیں ۔ ہر مہینہ میں تین دن (پیر، جمعرات اور جمعہ) روزے رکھتیں ،اپنے پہلے شوہر سے جو اولاد تھی اُس کی نہایت عمدگی سے پرورش کی ۔(22) آنحضرت ﷺ نے بھی آپؓ کی اولاد سے محبت کی اور ان پر خصوصی توجہ عنایت فرمائی۔آپؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ میرے گھر پر تھے کہ حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں، حسنؓ و حسینؓ بھی ہمراہ تھے۔حضرت اُمّ سلمیٰؓ کے پاس اس وقت ان کی صاحبزادی زینبؓ بھی تھیں۔آنحضرت ﷺ نے فاطمہؓ،

حسنؓ و حسینؓ کو خود سے لپٹا لیا اور فرمایا ''اے اہلِ بیت! تم پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو۔'' یہ دیکھ کر حضرت اُمّ سلمیٰؓ رو پڑیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں روتا دیکھ کر رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ان بچوں کو تو خاص کر لیا اور مجھے اور میرے بچوں کو اہل میں شمار نہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! بے شک تم اور تمہاری بیٹی بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں۔(23)

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت کرتیں اور آپ ﷺ کے آرام کا خیال رکھتیں۔ آپؓ کے پاس ایک غلام تھا جس کا نام سفینہ تھا۔ آپؓ نے اُسے اِس شرط پر آزاد کیا کہ آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں وہ ان کی خدمت کرتا رہے گا۔(24)

آپؓ نیکی کا حکم دیتیں اور برائی سے روکتی تھیں۔ ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز ادا کی۔ چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑتے۔ حضرت اُمّ سلمیٰؓ نے روکا اور فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کے ایک غلام افلح نے ایسا کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ **تَرَبَ وَجُهَكَ اللّٰه** ۔یعنی تیرا چہرا خدا کی راہ میں خاک آلود ہو۔ یا یہ فرمایا کہ:۔

''اے افلح اپنا چہرہ مٹی میں ملِا'' (25)

آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا کہ گھر میں ازواجِ مطہّرات کے سامنے اپنی پریشانی بیان فرماتے اور ان سے مشورہ بھی لیتے۔

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا بڑی عقلمند اور سمجھدار تھیں۔ صحیح رائے رکھنے والوں میں ان کا شمار تھا''۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ کو بڑی الجھن پیش آئی جو اُمّ سلمیٰؓ نے سلجھائی۔(26) واقعہ کچھ یوں ہے کہ یکم ذی القعد 6 ہجری کو نبی کریم ﷺ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت اُمّ سلمیٰؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ مگر کفّار نے آپ ﷺ کو ایک کنویں کے پاس جس کا نام حدیبیہ تھا، کے مقام پر روک دیا اور آپ ﷺ اور آپ کے قافلے کو مکہّ میں داخل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ حدیبیہ کے مقام پر کفّارِ مکہّ اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ رسولِ کریم ﷺ اس پر راضی ہو گئے۔ معاہدے کی شرائط ظاہری طور پر مسلمانوں کے حق میں نہ تھیں کیونکہ اس میں لکھا تھا کہ اس سال مسلمان بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں اس لئے صحابہ مغموم اور دل برداشتہ تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے جو بچپن سے ہی عہدوں کے پکّے تھے اس معاہدے کی تکمیل کے لئے صحابہ سے فرمایا۔ اٹھو اور سر منڈ واؤ اور یہیں قربانی کرلو۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ ارشاد فرمایا۔ مگر غم سے نڈھال صحابہ میں سے کوئی بھی نہ اُٹھا۔ اس پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے اور حضرت اُمّ سلمیٰؓ سے شکایتاً سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت اُمّ سلمیٰؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ صلح مسلمانوں پر بہت شاق گزری ہے جس کی وجہ سے وہ افسردہ اور شکستہ دل ہیں۔ آپ ﷺ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر قربانی

کر دیں اور سر منڈ والیں ۔صحابہ خود بخود آپ ﷺ کی اتباع کریں گے۔ حضور ﷺ نے آپؓ کا مشورہ قبول فرمایا۔آپ ﷺ باہر تشریف لائے ،قربانی کی اور سر منڈ وایا۔صحابہ کرام نے جب دیکھا تو سمجھ گئے کہ اس فیصلے میں اب کوئی تبدیلی نہیں تو سب نے قربانیاں دیں اوراحرام اُتارے۔ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا۔اور جلدی میں ہر شخص دوسرے کی حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔(27)

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنھا بہترین ذوق رکھتی تھیں۔آپ رضی اللہ عنھا اپنے مہربان خاوند کی خوشیوں پر بھر پور خوشی کا اظہار کرتیں۔5ہجری کا واقعہ ہے۔ جب غزوۂ احزاب کے بعد آنحضور ﷺ نے 'بنوقریظہ' کے شریر اور بدعہد یہودیوں کا گھیرہ کیا تو حضرت ابولبابہ انصاریؓ کو یہودیوں سے گفتگو کیلئے بھیجا۔ابولبابہؓ ایک سادہ دِل صحابی تھے۔دورانِ گفتگو اِن سے ایسا اشارہ ہو گیا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آنحضور ﷺ کا ارادہ ان کی غداری کے سبب یہودیوں کو قتل کی سزا دینے کا ہے۔بعد گفتگو انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے تو خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کی ہے۔انہیں اپنی اس غلطی پر اس قدر ندامت ہوئی کہ اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ لیا اور توبہ واستغفار میں مشغول ہو گئے۔

چند دن بعد جب حضور اکرم ﷺ حضرت اُمّ سلمیٰؓ کے ہاں تشریف

فرماتے، تو صبح مسکراتے ہوئے اٹھے۔ آپؓ بولیں، اللہ آپ کو ہمیشہ ہنسائے۔ اس وقت ہنسی کا سبب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ابو لبابہؓ کی توبہ قبول ہوگئی۔ یہ سُن کر اُمّ سلمیٰ ؓ بھی اپنے معزّز و مکرم خاوند کی خوشی پر بے حد خوش ہوئیں اور بے اختیار عرض کیا۔ یارسول اللہ یہ خبر میں ابو لبابہؓ کو سُناؤں۔ آپ ﷺ نے اجازت دیدی۔ اجازت ملتے ہی اُمّ سلمیٰؓ اپنے دروازے پر کھڑی ہوگئیں اور پکار کر کہا۔ ابولبابہ مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہو گئی۔ پھر کیا تھا۔ یہ آواز کانوں میں پڑنی تھی کہ اہلِ مدینہ ابولبابہؓ کو مبارکباد دینے کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ (28)

ویسے تو تمام صحابیات میں ہی اطاعتِ رسول ﷺ کی صفت پائی جاتی تھی مگر ازواجِ مطہّرات رسول ﷺ بہت ہی فرمانبردار تھیں۔ حضرت اُمّ سلمیٰ ؓ ایک دفعہ اپنے حجرہ میں بال بنوارہی تھیں کہ رسولِ کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دینا شروع کیا۔ ابھی زبانِ مبارک سے یَاایُّھَاالنَّاسُ (یعنی اے لوگو) ہی نکلا تھا کہ آپؓ نے اس عورت کو حکم دیا کہ بال باندھ دو۔ اس نے کہا اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی تو حضور ﷺ نے یَاایُّھَاالنَّاسُ ہی فرمایا ہے۔ حضرت اُمّ سلمیٰ ؓ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اپنے بال خود باندھے اور غصہ سے بولیں۔ کیا ہم آدمیوں میں شامل نہیں ہیں؟ اس کے بعد بڑے توجہ سے پورا خطبہ سُنا۔ یہ تھی وہ بے مثال اطاعت جو صحابیات کا

خاصہ تھی۔خدا ہمیں بھی ایسی ہی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

حضرت اُمّ سلمیٰؓ حضور ﷺ کے ہر حکم پر سچے دل سے عمل پیرا ہوئیں۔ ایک دفعہ آپؓ نے ایک ہار پہنا ہوا تھا جس میں سونے کا کچھ حصّہ شامل تھا۔آنحضرت ﷺ جو اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے سادگی کو پسند فرماتے تھے،اس پر آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تو آپؓ نے اُس ہار کو اُتار ڈالا (یا توڑ ڈالا)۔جب آنحضرت ﷺ کی بیماری لمبی ہوگئی اور آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں منتقل ہو گئے تو حضرت اُمّ سلمیٰؓ آپ ﷺ کو دیکھنے آیا کرتی تھیں۔ایک دن طبیعت زیادہ بے چین ہوئی تو ضبط نہ کر سکیں۔بے ساختہ چیخ نکل گئی۔آپ ﷺ نے منع فرمایا۔کہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں۔آپؓ کی رسول کریم ﷺ سے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے موئے مبارک (آپ ﷺ کے بال) تبرکاً آپؓ نے ایک چاندی کی ڈبیا میں محفوظ کر لئے تھے۔(29)

61ہجری میں حضرت امام حسینؓ نے شہادت پائی۔حضرت اُمّ سلمیٰؓ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہیں۔نہایت غمگین اور پریشان ہیں۔سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے۔حضرت اُمّ سلمیٰؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حسینؓ کے مقتل سے واپس آرہا ہوں۔حضرت اُمّ سلمیٰؓ بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ایسی

حالت میں زبان سے نکلا۔اہلِ عراق نے حسینؓ کو قتل کیا۔خدا ان کو قتل کرے اور حسینؓ کو جنہوں نے ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے۔(30)

آپؓ کو پڑھنا لکھنا بھی آتا تھا۔لیکن جب حضور ﷺ کے نکاح میں آ گئیں تو اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو محفوظ کرتی رہتیں اور آپ ﷺ سے سوال کرکے اپنے علم کو بڑھاتی رہتیں۔آپؓ نے علم صرف سیکھا ہی نہیں بلکہ آگے صحابہ وصحابیات اور تابعین میں بھی پھیلایا۔محمود بن لبید فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی سب ہی ازواجِ مطہّرات آپ ﷺ کے ارشادات کو یاد کرتیں مگر حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمِّ سلمیٰؓ کی ہم پلّہ اور کوئی نہ تھی۔کہا جاتا ہے کہ اگر حضرت اُمّ سلمیٰؓ کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ایک رسالہ بن جائے۔(31)

گو کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور عمرؓ بہت بڑے عالم تھے مگر حضرت اُمّ سلمیٰؓ سے انہوں نے بھی فیض حاصل کیا۔حدیثیں بیان کرنے کے اعتبار سے عورتوں میں حضرت عائشہؓ کے بعد آپ کا نمبر آتا ہے۔آپؓ سے 378 احادیث مروی ہیں۔(34) حضرت اُمّ سلمیٰؓ کو بے شمار احادیث زبانی یاد تھیں۔صحابہ آپؓ سے شرعی مسائل دریافت کرتے۔حضرت اُمّ سلمیٰؓ کی کوشش یہ ہوتی کہ سوال کرنے والے کو صاف اور واضح جواب دیتیں۔(35) آپؓ گفتگو کرتیں تو خوبصورت اور بچے تلے جملے استعمال کرتیں۔جب عبارت لکھتیں تو اس میں ادب کی

چاشنی ہوتی۔ نہایت اچھی تلاوت کرتیں بلکہ قرآن کریم آنخضرت ﷺ کے طرز پر پڑھتیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آنخضرت ﷺ کس طرح تلاوت کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے اور پھر خود پڑھ کر بتلایا۔(36)

ایک دفعہ چند صحابہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور آنخضرت ﷺ کے اندرونِ خانہ زندگی کے بارے میں پوچھا۔ حضرت اُمّ سلمیٰؓ نے جواب دیا کہ آنخضرت ﷺ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ کس قدر نپے تلے الفاظ میں سیرۃ النبی ﷺ کا نقشہ آپؓ نے کھینچ دیا۔ آنخضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو آپؓ نے بتایا کہ میں نے صحابہ کو یہ جواب دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم نے بہت اچھا جواب دیا۔(37)

آپؓ نے اپنی بیماری کا ذکر آنخضور ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نمازِ فجر ہو تو تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرلو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔(38)

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنخضرت ﷺ نے مجھے سکھلایا کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ پڑھا کرو

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذاَ اِقْبَالُ لَیْلِكَ وَاِدْبَارُ نَھاَرِكَ وَاَصْواَتُ دُعاَ ئِكَ فاَ غْفِرْلِیْ

ترجمہ: اے اللہ یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور تیرے بلانے

کی آواز کا وقت ہے سو مجھے بخش دے۔(38)

آنحضور ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ جب اُمّ سلمیٰؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قرآن میں عورتوں کا ذکر کیوں نہیں تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَالْمُومِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَا تِ

سورت الاحزاب آیت 36 (مسند احمد)۔(39)

اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنھا اپنے والد کی طرح بے حد سخی تھیں اور دوسروں کو بھی سخاوت کی تلقین کرتیں۔ یہ ناممکن تھا کہ اِن کے گھر سے کوئی سائل خالی ہاتھ چلا جائے۔ تھوڑا بہت جو کچھ ہوتا اُسے دے دیتیں۔ ایک مرتبہ چند مساکین جن میں عورتیں بھی تھیں ان کے گھر آ گئے۔ بڑی لجاجت سے سوال کیا۔ اس وقت ایک خاتون اُمّ الحسینؓ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھی تھیں۔ انہوں نے مانگنے والوں کو ڈانٹا تو اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنھا نے فرمایا۔ ہمیں اس کا حکم نہیں ہے۔ ان کو خالی ہاتھ نہ جانے دو۔ کچھ نہ کچھ دے دو خواہ ایک کھجور ہی ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس بہت سا مال اکٹھا ہو گیا حتیٰ کہ مجھے بربادی کا ڈر پیدا ہو گیا۔ میں حضرت اُمّ سلمیٰؓ کے پاس گیا تو آپ رضی اللہ عنھا نے فرمایا اسے خرچ کر دو۔ میں نے رسول کریم ﷺ کو کہتے سُنا ہے کہ میرے صحابہ میں کچھ ایسے بھی ہیں جو مجھ کو میری موت کے بعد پھر کبھی نہیں دیکھیں گے۔(40)

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد میں دوسری اُمہّات المومنین کی طرح آپؓ کا وظیفہ بھی بارہ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا تو آپ رضی اللہ عنھا اس رقم کا بیشتر حصّہ خدا کی راہ میں اُس کے بندوں میں تقسیم کر دیتیں۔(41)

آپ رضی اللہ عنھا کی چار اولادیں تھیں جو پہلے خاوند ابوسلمیٰؓ سے تھیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی اولاد نہ تھی۔اولاد میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ بیٹے سلمیٰ اور عمر، بیٹیاں درّہ اور زینب تھیں۔(42)سب بچوں نے آنحضرت ﷺ کے زیرِ سایہ پرورش پائی۔عمرؓ نے بیان کیا کہ میں آنحضور ﷺ کی گود میں پرورش پاتا تھا۔ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ کھانے کو جو بیٹھا تو پیالے میں ہر طرف ہاتھ ڈالنے لگا۔آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔بسم اللہ پڑھ اور داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا۔(43)اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنھا ازواجِ مطہّرات میں سب سے آخر میں وفات پانے والی خاتون تھیں۔آپ نے 84 سال عمر پائی۔63 ہجری میں آپؓ کی وفات ہوئی۔حضرت ابو ہریرہؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی پھر جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ان کے بیٹے حضرت عمرؓ اور حضرت سلمیٰؓ نے لحد میں اُتارا۔(44)

خدا تعالیٰ آپ رضی اللہ عنھا کے درجات بُلند فرمائے اور آپؓ کی خوبیوں کو اپنانے کی ہمیں توفیق دے (آمین)۔

حوالہ جات

(1) سیر الصحابیات از سید سلمان ندوی (صفحہ 56)

(2) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا از ڈاکٹر ذوالفقار کاظم (صفحہ 158,157)

(3) امہات المومنین از مولانا محمد عبدالمعبود (صفحہ 563)

(4) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 159)

(5) امہات المومنین از مولانا محمد عبدالمعبود (صفحہ 564)

(6) امہات المومنین از حکیم محمود احمد ظفر (صفحہ 212 تا 215)

(7) امت مسلمہ کی مائیں از مفتی محمد عاشق الٰہی (صفحہ 103)

(8) امہات المومنین از حکیم محمود احمد ظفر (صفحہ 216)

(9) ازواجِ مطہّرات حیات وخدمات از ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قاری (صفحہ 135)

(10) امہات المومنین از مولانا عبدالمعبود (صفحہ 570,568)

(11) سیر الصحابیات از سید سلمان ندوی (صفحہ 58)

(12) امہات المومنین از مولانا عبدالمعبود (صفحہ 572)

(13) سیر الصحابیات از سید سلمان ندوی (صفحہ 58)

(14) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 166)

(15) سیر الصحابیات (صفحہ 59)

(16) امت مسلمہ کی مائیں (صفحہ 107)

(17) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 166,169)

(18) سیر الصحابیات (صفحہ 64)

(19) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 168)

(20) سیر الصحابیات (صفحہ 61)

(21) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 173)

(22) سیر الصحابیات (صفحہ 69)

(23) سیر الصحابیات (صفحہ 69)

(24) سیر الصحابیات (صفحہ 60)

(25) سیر الصحابیات (صفحہ 69,70)

(26) امت مسلمہ کی مائیں (صفحہ 108,107)

(27) امہات المومنین از حکیم محمود احمد ظفر (صفحہ 223)

(28) ازواجِ مطہرات حیات وخدمات (صفحہ 141)

(29) عائلی زندگی (صفحہ 62,61)

(30) ازواجِ مطہرات وصحابیات (صفحہ 172)

(31) امت مسلمہ کی مائیں (صفحہ 110)

(32) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 173) اور امہات المومنین از حکیم محمود احمد ظفر (صفحہ 228)

(33) ازواجِ مطہرات حیات وخدمات (صفحہ 149) اور ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 148)

(34) سیرہ الصحابیات (صفحہ 66) اورازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 169)

(35) ازواجِ مطہرات حیات وخدمات (صفحہ 148)

(36) سیر الصحابیات (صفحہ 62)

(37) امت مسلمہ کی مائیں (صفحہ 112)

(38) عائلی زندگی (صفحہ 61)

(39) ازواجِ مطہرات حیات وخدمات (صفحہ 146)

(40) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 173)

(41) ازواجِ مطہرات حیات وخدمات (صفحہ 147)

(42) امت مسلمہ کی مائیں (صفحہ 116)

(43) ازواجِ مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 174)

(44) ازواجِ مطہّرات صحابیات انسائیکلو پیڈیا (صفحہ 174)

حضرت اُمّ سلمیٰؓ بنتِ معین

(Hadrat Umm e Salma ***Bint e Mueen)***

Urdu

Published in UK in 2008

© Islam International Publications Ltd.

Published by:

Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:

Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ

No part of this book may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopy, recording or any information storage and retrieval system, without prior written permission from the Publisher.